رہی سیماب سُونی جلوہ گاہِ آرزو برسوں

شاید جگہ نصیب ہو اُس گُل کے ہار میں — میں پھول بن کے آؤں گا اب کی بہار میں

خلوت خیالِ یار سے ہے انتظار میں — آئیں فرشتے لے کے اجازت مزار میں

ہم کو تو جاگنا ہے ترے انتظار میں — آئی ہو جس کو نیند وہ سوئے مزار میں

اے دردِ دل کو چھیڑ کے پھر بار بار چھیڑ — ہے چھیڑ کا مزہ خلشِ بار بار میں

ڈرتا ہوں یہ تڑپ کے لحد کو اُلٹ نہ دے — ہاتھوں سے دل دبا کے ہوئے ہوں مزار میں

تم نے تو ہاتھ جور و ستم سے اُٹھا لیا — اب کیا مزہ رہا ستمِ روزگار میں

اے پردہ دار اب تو نکل آ کہ حشر ہے — دنیا کھڑی ہوئی ہے ترے انتظار میں!

عمرِ دراز مانگ کے لائی تھی چار دن — دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

سیماب پھول اُگیں لحدِ عندلیب سے
اتنی تو تازگی ہو ہوائے بہار میں

ہوں تجلیٔ رخِ یار کے حیرانوں میں — آئینے دیکھتا پھرتا ہوں پریخانوں میں

نہ ملا حسرتِ موسیٰ کا نتیجہ، نہ ملے — اک فسانہ تو بڑھا حسن کے افسانوں میں

وہ پریشان ہیں اور شمع کی لَو برہم ہے — دیکھنا روح تو میری نہیں پروانوں میں

اگر انکار ہے زخموں میں نمک بھرنے سے — زخم لے جائیے بھر بھر کے نمکدانوں میں

کیف ہی سب کا جدا، اور ہیں آنسو یک رنگ — ایک سی ڈھل نہ سکی ایک سے پیمانوں میں

پھونک دی روح نئی شمعِ سحر نے سرِ بزم — اُڑ کے ٹوٹے ہوئے پَر مل گئے پروانوں میں